

دل و دماغ

ایک طبیب کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ لوگ کئی کئی برس کے وقفے کے بعد بھی اس سے علاج کرانے آتے تو اسے ان کے نام، ولدیت اور دوسرے کوائف یاد ہو جاتے۔ اس پر وہ متحیر ہو کر کہتے، آپ کا حافظہ خوب ہے۔ طبیب انکساری سے کہتا، ایسا نہیں، کچھ باتیں یاد رہتی ہیں تو بہت سی بھول بھی جاتی ہیں۔ حقیقت بھی یہی تھی، کئی بار ایسا ہوتا کہ وہ کسی سے نام پوچھ کر اس کی بیماری کی طرف متوجہ ہوتا تو چند لمحوں میں بتایا ہوا نام پردہ ذہن سے بالکل صاف ہو جاتا۔ وہ دوبارہ پوچھتا تو یہ طعنہ سننا پڑتا، پہلے تو آپ بھولتے نہیں تھے، اب کیا ہوا ہے؟

یہ معاملہ ہر انسان کے ساتھ پیش آتا ہے۔ طبیعت کبھی تو اتنی موزوں ہوتی ہے کہ گھنٹوں کا کام منٹوں میں نکل جاتا ہے اور کبھی کسل مندی اس قدر غلبہ پالیتی ہے کہ معمولی کام دنوں میں نہیں ہو پاتا۔

گاہ میری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود

گاہ الجھ کے رہ گئی میرے تو ہمت میں

انسانی وجود اپنی بقا کے لیے خوراک کا محتاج ہے، اسے تازہ ہوا اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بدن کو راحت ملے اور دماغ کو سکون ہو تو ہی انسان کچھ کر سکتا ہے۔ ذہن بیدار ہو تو آسمانوں کی خبر لاتا ہے اور یہ ماؤف ہو تو آدمی سامنے کی چیز کا ادراک نہیں کر پاتا۔

گویا اس دنیا میں انسان جب اوج و کمال کی منزلیں طے کر رہا ہوتا ہے بعینہ اسی وقت رو بہ زوال بھی ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا تکوین و تخلیق اور انتہا تنزل و فنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ واللہ خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الی اذذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئاً ط ان اللہ علیم قدیر۔ ”اور اللہ نے

تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو ناکارہ عمر تک پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ جان لینے کے بعد کچھ نہ جانتا ہو۔ یقیناً اللہ بڑے علم اور بڑی قدرت والا ہے۔‘ (النحل: ۷۰)

دماغ کی طرح دل بھی اسی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ کبھی وہ پاکیزہ خیالات اور ملکوتی احساسات کا مسکن ہوتا ہے اور کبھی شیطانی وسوسے اور نفسانی اکساہٹیں اس میں ڈیرا ڈال لیتی ہیں۔ دل کبھی ایک طرف مائل اور راغب ہوتا ہے اور کبھی اسی جانب سے گریزاں، یہ کبھی نشاط سے لبریز ہوتا ہے اور کبھی پژمردگی اس پر چھا جاتی ہے۔

بشر جو کوتاہ بین اور کوتاہ ہمت ہے، یہ اس کی محدودیت کا اظہار ہے جبکہ اللہ کی ذات بے کراں اور نقائص سے پاک ہے۔ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ وہ ٹکان کا شکار بھی نہیں ہوتا۔ کیفیت اور طبیعت اس کی صفت نہیں، یہ ہم بندوں کی تقدیر ہے۔ ہمیں اسی تقدیر اور اسی گنجائش کے اندر رہ کر اپنی صلاحیتوں کو عمل میں لانا ہے۔ ہمیں دماغ نارسا اور دل متزلزل ہی کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ ہمارے سامنے وہ منزل ہے جو ہمارے مالک اور آقا نے ہمارے لیے متعین کر دی ہے۔ ہمیں اس ٹارگٹ تک پہنچنا ہے اور اسی جسم کے ساتھ چلنا ہے جو زوال پزیر ہے۔ یہی دل ہمارا سہارا ہوگا جو کبھی فلک کی طرف مائل پرواز ہے اور کبھی زمین کی پستیوں کی طرف جھک جاتا ہے۔ فرصت اور توفیق کے لمحات جو مل جائیں ان کو غنیمت جان لیں تو یہ سفر بخوبی کٹ سکتا ہے۔